جناب ابو سعید محمد شریف قریشی

تعظیم القبور

زمانہ کی نیرنگیاں ہیں کہ وہ مسلمان جو دنیا بھر میں توحید قائم کرنے کے لئے سربکف پھرتے تھے، جو استیصالِ شرک کیلئے عرب سے نکل کر دنیا کے ہر گوشے میں پہنچے، جنہوں نے نہایت ہی قلیل عرصہ میں اہلِ دنیا کو جامِ توحید سے سرشار بنا دیا، جنہوں نے کالے گورے، مشرقی اور مغربی کی تفریق کو مٹا کر ایک وحدتِ اسلامی پر لا کھڑا کیا۔ اور ہر قسم کے توہمات و شجر حجر پرستی سے بے نیاز کر کے خالقِ حقیقی کے سامنے سر جھکانے کا درس دیکر اشرف المخلوقات ہونے کا احساس پیدا کر دیا، افسوس ان کی اولاد دن بدن نئے نئے اعتقادو اعمال اختراع کرنے میں ہی مسلمانی سمجھے بیٹھی ہے۔ جو شئی صدرِ اسلام میں عند الشریعت معیوب گنی جاتی تھی، ان کے نزدیک وہی شے محبوب ترین شمار ہوتی ہے۔ جن کے اسلاف اپنی رائے کو فرامینِ رسول کے مقابلہ میں ہیچ جانتے تھے، آج ان کے خلف (نہیں بلکہ جگر گوشے) احکامِ شریعت پر اپنے مجوزہ خیالات و اعتقادات کو ترجیح دے کر بے دینی کی اشاعت میں مصروف و منہمک ہیں۔

اور یہ بھی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہود و نصاریٰ کی حالت پر صرف اسی شے کا نام لے کر اظہارِ تاسف و اعلانِ بیزاری کیا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

جس طرح کفار قبل از اسلام اپنے بتوں پر نذر نیاز چڑھاتے، گوٹہ کناری لگا کر قیمتی پارچات اوڑھا کر اپنی عقیدت مندی کا ثبوت دیتے تھے، آج مسلمانوں کے ذمہ دار اصحاب، صاحب ارشاد و ہدایت، مبلغینِ اسلام، قبروں کی اتنی تعظیم کرتے اور کراتے ہیں، جسے دیکھ کر اجنبی کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید تعلیمِ اسلام کا تین چوتھائی حصہ تعظیم القبور کے بارے میں نازل ہوا ہوگا۔ حالانکہ شریعتِ مطہرہ و سنتِ مطہرہ میں قبروں کی تعظیم و تکریم کی کوئی اصل نہیں۔ اور کوئی حکم نہیں جس سے تعظیمِ قبور کے جواز یا اباحت کا پتہ چلے یا ایسا کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عذاب کی سند بن سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری دم تک یہود و نصاریٰ کی اس شدید غلطی کا بیان فرماتے گئے کہ ان کی ہلاکت میں بڑا حصہ اسی امر کا تھا کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ اے مسلمانو! تمہیں اس

گناہ سے بچنا چاہیئے۔ میری قبر کے ساتھ وہ سلوک نہ کرنا۔ مجھے رسول اللہ اور خدا کا محبوب، بندہ ہونے کے سوا اور کوئی دعویٰ نہیں۔ اگر تم بھی محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے فرامین اور اعمالِ مشروعہ میں اقتدار کرنا، انشاء اللہ العزیز کامیاب ہو جاؤ گے۔

برادرانِ اسلام، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ وہ سلوک روا نہیں، جو یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کے ساتھ جائز رکھا، تو پھر آپؐ سے افضل و اعلیٰ کون ہستی ہے جس کی قبر پر نذر و نیاز لا کر صاحبِ قبر کی حرمت اور خوشنودی کا ثبوت دیا جائے؟ وہ کون بزرگ ذی مرتبت ہے جس کی قبر پر قیمتی غلاف بچھا کر خدا کے عاجز بندوں کو شکار کی طرح دامِ تزویر میں پھانسا جائے، نہایت بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ ان کے مال و متاع پر چھاپہ مارا جائے اور اپنے آپ کو محنت و مشقت سے کما کر کھانے سے مستثنیٰ کیا جائے؟

صاحبو! سوچو اور خوب غور کرو، خدا نے یا اس کے رسولؐ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میری یا میرے لاحقین یا میرے فرمانبرداروں کی قبروں پر ہفتہ وار ہر جمعرات کو میلہ یا عرس کرنے کے لئے دعوت دے کر خلق اللہ کو جمع کیا جائے۔ اور جو کوئی اس مجمع میں شامل نہ ہو، اس کو منکرِ اولیاء و وہینِ اصفیاء کہہ کر دل ٹھنڈا کیا جائے۔

میرے عزیزو! نہ تو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں کسی شہید (حمزہؓ وغیرہ) یا ولی کی قبر کو رونق دی، نہ اس کے سامنے اپنی پیشانی رگڑی، نہ چوما، نہ کسی قبر میں خدا کا حلول تصور کیا، نہ آپؐ نے ہمہ اوست یا ازوست کے ماتحت سجدہ لغیر اللہ کا وجود چھوڑا، نہ عرس کا اہتمام فرمایا، نہ آپؐ کے بعد خلفائے راشدینؓ نے ایسا کوئی کام کیا، نہ آپؐ کی قبر مبارک پر چونہ اور پتھر سے کسی قسم کا مزید اہتمام کیا، نہ اس پر کسی شخص نے شیرینی اور مٹھائیاں یا کھجوریں تقسیم کر کے محبت کا ثبوت بہم پہنچایا، نہ چراغ جلایا، نہ قبروں پر چراغ جلانے کو سنتِ خیرالانام کہا۔ ہر چہار خلفاء کے عہد میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر بطور گدی نشین مسند آرا ہوتا ہو، تاکہ جو چڑھاوا چڑھا ہو، اسے سمیٹ کر ذریعہ معاش بنا لے۔

بڑے بڑے مقتدر صحابہؓ فوت ہوئے، بڑے بڑے ائمہ و فضلاء مدفون ہوئے جو بلا شبہ اولیاء اللہ تھے، لیکن کسی کی قبر پر کوئی ڈھونگ نہیں رچایا گیا، جیسا کہ ہم آج قبروں پر یا دیگر بلادِ مقدسہ مزعومہ میں دیکھتے ہیں ——— ہم بآوازِ بلند پکار کر کہتے ہیں کہ قبروں کی تعظیم، ان پر مردوں اور عورتوں کا سلام کرنے کی غرض سے ہر جمعرات یا سال بعد بتقریبِ عرس جمع ہونا، قبروں پر چڑھاوے چڑھانا (بقیہ بر ص ۴۲)